بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 رجون 2019 بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے کہا تھا کہ حضرت زید بن حارثہ کے حوالے سے بعض باتیں بیان ہونے والی ہیں۔ حضرت زینب بنت جحش کی عمر شادی کے وقت 35 سال کی تھی اور عرب کے حالات کے لحاظ سے یہ عمر ایسی تھی جسے بڑی عمر کہنا چاہئے۔ حضرت زینب ایک نہایت متقی اور پرہیز گار اور مخیر خاتون تھیں۔ حضرت عائشہ ان کے ذاتی تقویٰ اور طہارت کی بہت مداح تھیں اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ میں نے زینب سے زیادہ نیک عورت نہیں دیکھی اور یہ کہ وہ بہت متقی بہت راست گو بہت صلہ رحمی کرنے والی بہت صدقہ وخیرات کرنے والی اور نیکی اور تقرب الٰہی کے اعمال میں نہایت سرگرم تھیں۔ صدقہ اور خیرات میں تو ان کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ نے ہم سے فرمایا کہ:

اَسۡرَعُکُنَّ لِحَاقًا بِیۡ اَطۡوَلُکُنَّ یَدًا یعنی تم میں سے جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے وہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے فوت ہو کر میرے پاس پہنچے گی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے اس سے ظاہری ہاتھ سمجھے اور ہم اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو تب جا کر ہم پر یہ راز کھلا کہ ہاتھ سے مراد صدقہ وخیرات کا ہاتھ تھا نہ کہ ظاہری ہاتھ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ: حضرت زینب کی شادی پر منافقین مدینہ کی طرف سے بہت اعتراضات ہوئے اور انہوں نے برملا طور پر طعن کئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر کے گویا اپنی بہو کو اپنے اوپر حلال کر لیا ہے لیکن جب اس شادی کی غرض ہی عرب کی اس جاہلانہ رسم کو مٹانا تھی تو پھر ان طعنوں کا سننا بھی ضروری تھا۔

حضور انور نے فرمایا: اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ ابن سعد اور طبری وغیرہ نے حضرت زینب بنت جحش کی شادی کے متعلق ایک سراسر غلط اور بے بنیاد روایت نقل کی ہے۔ جبکہ یہ قصہ سرتاپا محض غلط اور جھوٹ ہے اور محققین نے اس قصہ کو قطعی طور پر جھوٹا اور بناوٹی قرار دیا ہے۔

اس بناوٹی قصہ کے ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرۃ خاتم النبیین میں لکھا ہے کہ یہ زمانہ اسلامی تاریخ کا وہ زمانہ تھا جبکہ منافقین مدینہ اپنے پورے زور میں تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی سرکردگی میں ان کی طرف سے ایک باقاعدہ سازش اسلام اور بانیٔ اسلام کو بدنام کرنے کی جاری تھی اور ان کا یہ طریق تھا کہ جھوٹے اور بناوٹی قصے گھڑ گھڑ کر خفیہ خفیہ پھیلاتے رہتے تھے۔ اسی زمانہ کے قریب قریب حضرت عائشہ کے خلاف بہتان لگائے جانے کا بھی خطرناک واقعہ پیش آیا اور عبداللہ بن ابی اور اس کے بددیانت ساتھیوں نے اس افترا کا اس قدر چرچا کیا اور ایسے ایسے رنگ دے کر اس کی اشاعت کی کہ مسلمانوں پر ان کا عرصہ عافیت تنگ ہو گیا اور بعض کمزور طبیعت اور ناواقف مسلمان بھی ان کے اس گندے پروپیگنڈا کا شکار ہو گئے۔ الغرض یہ زمانہ منافقوں کے خاص زور کا زمانہ تھا اور ان کا سب سے زیادہ دل پسند حربہ یہ

تھا کہ جھوٹی اور گندی خبریں اڑا اڑا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعلقین کو بدنام کریں اور یہ خبریں ایسی ہوشیاری کے ساتھ پھیلائی جاتی تھیں کہ بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اکابر صحابہ کو تفصیلی علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تردید کا موقع بھی نہیں ملتا تھا اور اندر ہی اندر ان کا زہر پھیلتا جاتا تھا۔

حضرت زینب بنت جحش کے قصہ میں سر ولیم میور نے یہ دل آزار طعن بھی کیا ہے کہ گویا بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفسانی خواہشات بھی ترقی کرتی جاتی تھیں (نعوذ باللہ) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ

بے شک یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور یہ بات بھی مسلمہ تاریخ کا حصہ ہے کہ علاوہ حضرت خدیجہ کے آپ کی ساری شادیاں اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں جسے بڑھاپے کا زمانہ کہا جا سکتا ہے مگر یہ خیال کرنا کہ آپ کی یہ شادیاں نعوذ باللہ جسمانی خواہشات کے جذبہ کے ماتحت تھیں ایک مؤرخ کی شان سے بہت بعید ہے اور ایک شریف انسان کی شان سے بھی بعید تر ہے۔ میور صاحب اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال کی عمر میں ایک چالیس سالہ ادھیڑ عمر کی بیوہ عورت سے شادی کی اور پھر پچاس سال کی عمر تک اس رشتہ کو اس خوبی اور وفاداری کے ساتھ نباہا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ میور صاحب اس تاریخی واقعہ سے بھی ہرگز ناواقف نہیں تھے کہ جب مکہ والوں نے آپ کی تبلیغی مساعی سے تنگ آکر اور آپ کے پاس عتبہ بن ربیعہ کو بطور ایک وفد کے بھیجا تھا اور آپ سے بڑی پرزور استدعا کی درخواست کی تھی کہ آپ اپنی ان کوششوں سے رک جائیں اور دولت اور ریاست کی طمع دینے کے علاوہ ایک یہ درخواست بھی پیش کی کہ اگر آپ کسی اچھی لڑکی کے ساتھ شادی کر کے ہم سے خوش ہو سکتے ہیں اور ہمارے دین کو برا بھلا کہنے اور اس نئے دین کی تبلیغ سے باز رہ سکتے ہیں تو آپ جس لڑکی کو پسند کریں ہم آپ کے ساتھ اس کی شادی کئے دیتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر بھی کوئی ایسی زیادہ نہیں تھی پھر جسمانی طاقت بھی بعد کے زمانہ کی نسبت یقیناً بہتر حالت میں تھی مگر جو جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے مکہ کے اس نمائندہ کو دیا وہ بھی تاریخ کا ایک کھلا ہوا ورق ہے اور یہ تاریخی واقعہ بھی میور صاحب کی نظر سے اوجھل نہیں تھا کہ مکہ کے لوگ آپ کو آپ کی بعثت سے قبل یعنی چالیس سال کی عمر تک ایک بہترین اخلاق والا انسان سمجھتے تھے مگر باوجود ان سب شہادتوں کے میور صاحب کا یہ لکھنا کہ پچپن سال کی عمر کے بعد جب ایک طرف آپ کی جسمانی طاقتوں میں طبعاً انحطاط رونما ہونے لگا تھا اور دوسری طرف آپ کے مشاغل اور ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئیں جو ایک مصروف سے مصروف انسان کے مشاغل کو بھی شرماتی ہیں تو آپ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے۔ یہ یقیناً ہرگز کوئی غیر متعصّبانہ ریمارک نہیں سمجھا جا سکتا یقیناً یہ تعصب سے بھرا ہوا ریمارک ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ نے اپنی جوانی کے ایام ایک ایسی حالت میں گزارے جس کی وجہ سے آپ نے اپنوں اور بیگانوں سے امین کا خطاب پایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی لڑکی کا نکاح زید سے کرایا۔ مگر یہ رشتہ بار آور نہیں ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بات لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد نہیں ہے مگر ملکی دستور کے مطابق آپ کی اولاد موجود تھی جیسا کہ زید تھے۔ لوگ انہیں ابن محمد کہا کرتے تھے حضرت زینب کے نکاح کے واقعہ سے خدا تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اولاد وہی ہوتی ہے جو قانون قدرت کے مطابق ہو یعنی جسمانی اولاد۔ قانون ملکی والی اولاد حقیقی اولاد نہیں ہوتی۔ اس بات کو قائم کرنے کے لئے واحد طریق یہی تھا کہ حضرت زید کی مطلقہ کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے زید اور اس کی بیوی کے تفرقہ کو دور نہ ہونے دیا۔ حکمت الٰہی یہی تھی کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے دیں اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں جائے تا کہ یہ ثابت ہو کہ قانون ملکی کے لحاظ سے اولاد قانون قدرت والی اولاد کی طرح نہیں ہوتی۔

حضرت زید غزوہ بدر احد خندق حدیبیہ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہر تیر اندازوں میں شمار ہوتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مریسی (غزوہ بنو مصطلق) کیلئے جانے لگے تو حضرت زید کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیرۃ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں کہ: غزوہ عشیرہ کے بعد ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر فہری نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل پر تھا اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر چلتا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ فوراً زید بن حارثہ کو اپنے پیچھے امیر مقرر کر کے اور مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے اور سفوان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔

حضور انور نے فرمایا: بدر سے روانہ ہوتے وقت جب جنگ بدر ختم ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو مدینہ کی طرف روانہ فرمایا تا کہ وہ آگے آگے جا کر اہل مدینہ کو فتح کی خوشخبری پہنچا دیں چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پہنچ کر مدینہ والوں کو فتح کی خبر پہنچائی جس سے مدینہ کے صحابہ کو اگر ایک طرف اسلام کی عظیم الشان فتح ہونے کے لحاظ سے کمال درجہ خوشی ہوئی تو اس لحاظ سے کسی قدر افسوس بھی ہوا کہ اس عظیم الشان جہاد کے ثواب سے وہ خود محروم رہے اور اس خوشخبری نے اس غم کو بھی غلط کر دیا جو زید بن حارثہ کی آمد سے تھوڑی دیر قبل مسلمانان مدینہ کو عموماً اور حضرت عثمان کو خصوصاً رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہنچا تھا جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بیمار چھوڑ کر غزوہ بدر کے لئے تشریف لے گئے تھے اور جس کی وجہ سے حضرت عثمان بھی شریک غزوہ نہیں ہو سکے تھے۔

حضرت زید بن حارثہ کے ایک سریہ جو جمادی الآخر سن 3 ہجری میں قردہ کے مقام کی طرف بھیجا گیا تھا، کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ: بنوسلیم اور بنوغطفان کے حملوں سے کچھ فرصت ملی تو مسلمانوں کو ایک اور خطرہ کے سد باب کے لئے وطن سے نکلنا پڑا۔ چنانچہ جمادی الآخر کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ نجدی راستہ سے گزرنے والا ہے۔ ان راستوں پر قریش کے حلیف آباد تھے جو قریش ہی کی طرح مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اور جن کے ساتھ مل کر قریش بڑی آسانی کے ساتھ مدینہ میں خفیہ چھاپہ مار سکتے تھے۔ قریش کو کمزور کرنے اور انہیں صلح جوئی کی طرف مائل کرنے کی غرض کے ماتحت بھی ضروری تھا کہ اس راستہ پر ان کے قافلوں کی روک تھام کی جاوے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کے ملتے ہی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کی سرداری میں اپنے صحابہ کا ایک دستہ روانہ فرما دیا۔

قریش کے اس تجارتی قافلے میں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے رؤساء بھی موجود تھے۔ زید نے نہایت چستی اور ہوشیاری سے اپنے فرض کو ادا کیا اور نجد کے مقام قردہ میں ان دشمنان اسلام کو جا پکڑا اور اس اچانک حملہ سے گھبرا کر قریش کے لوگ قافلہ کے اموال اور جو بھی ان کا مال تھا اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی ایک کثیر مال غنیمت کے ساتھ مدینہ میں کامیاب و کامران واپس آئے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں ذکر کروں گا ایک افسوسناک خبر ہے۔ عزیزہ مریم سلمان گل جو مبارک احمد صدیقی صاحب کی بیٹی تھیں 17 رجون کو 25 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چند روز قبل ہی ان کی بیماری کا پتا چلا تھا۔ ہسپتال داخل کرایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور جانبر نہیں ہو سکیں۔ عزیزہ کے بارے میں ان کے ملنے والوں نے یہی کہا ہے کہ بڑی ملنسار اور خوش اخلاق بچی تھیں۔ نمازوں کی بڑی پابند تھیں ہمدرد اور خدمت گزار تھیں۔ خلافت سے بڑا محبت کا تعلق تھا اور مرحومہ نے والدین اور شوہر کے علاوہ اپنی یادگار دو بیٹیاں نایاب اور زریاب چھوڑی ہیں نایاب پانچ سال کی ہے اور زریاب ڈیڑھ سال کی۔ مریم سلمان صاحبہ کی والدہ گل مبارک صاحبہ کہتی ہیں پچھلے چھ

ہفتوں میں تین صدمات دیکھنے پڑے۔گل مبارک صاحبہ کے ایک بھائی فوت ہوئے پھر بہن فوت ہوئیں۔اور اب ان کی بیٹی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔خدا تعالیٰ ان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔مریم سلمان صاحبہ اپنی جماعت اپیسم کی سیکرٹری نومبائعات تھیں۔بڑی خوش اخلاق ہنس مکھ اور مستحق افراد کی باقاعدگی سے مدد کرنے والی تھیں۔ان کے حلقہ کی صدر لجنہ کہتی ہیں کہ عزیزہ مریم سلمان سیکرٹری نومبائعات کے طور پر بہت اچھا اور مثالی کام کر رہی تھیں اور نئی احمدی ہونے والی خواتین سے ایسا پیار کا تعلق قائم رکھتی تھیں کہ نئی احمدی خاتون کو جماعت کے نظام سے خود بخود محبت ہو جاتی تھی۔ایک نومبائعہ عندلیب صاحبہ کہتی ہیں کہ میرے خیال میں ہر سیکرٹری نومبائعہ کو مریم کی طرح ہونا چاہئے کیونکہ مجھے یاد ہے کہ جب پہلی ملاقات مریم سے ہوئی تو وہ اتنے پیار اور محبت سے ملی مجھے گلے لگایا۔مجھے لگا کہ مجھے ایک پیار کرنے والی بہن مل گئی ہے وہ میرے گھر میں میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے چھوٹے چھوٹے تحائف لے کر آتی تھی۔فون کے ذریعہ اور ملاقات کے ذریعہ ہر وقت مجھ سے رابطے میں رہتی تھی۔دوستوں اور لوگوں میں باتوں باتوں میں اکثر خلافت کی برکات اور نظام جماعت کے بارے میں بتاتی رہتی تھیں نومبائعات کی بہترین دوست بنتی تھیں ان کی مدد کرتی تھی جس سے جماعت کے پروگراموں میں جانے کا شوق پڑ گیا اور اب یہ نومبائعہ کہتی ہیں کہ اسی کی تربیت کی وجہ سے اب میں اس حلقے کی جنرل سیکرٹری بن چکی ہوں اور اپنی معمولی جیب خرچ سے بچت کر کے وہ خدمت خلق بھی کرتی رہتی تھیں۔

عزیزہ مریم کے والد لکھتے ہیں۔بڑی باقاعدگی سے خطبات سنتی تھی ہر کام میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتی تھیں وفات سے دو دن قبل مجلس شوریٰ تھی اور مریم آئی سی یو میں تھیں۔میں نے اس سے کہا کہ میں شوریٰ سے اجازت لے لیتا ہوں۔لیکن مریم کہنے لگی کہ نہیں آپ میری فکر نہ کریں اور میری وجہ سے جماعت کا پروگرام نہیں چھوڑنا اور شوریٰ میں شامل ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہم نے یہی عہد کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔سینٹ جارجس ہسپتال لندن جہاں یہ داخل تھیں وہاں ان کی نرس کہتی ہے کہ مریم سے باتیں کر کے مجھے لگتا تھا کہ میں کسی فرشتے سے مل رہی ہوں۔ہمیشہ سلام کرنے اور دوسروں کا حال پوچھنے میں پہل کرتی تھیں۔ہمیشہ دوسروں میں اچھی باتیں تلاش کرتی تھیں اور پھر ان اچھی باتوں کو appreciate کرتی تھیں ہمیشہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ پر بہت توکل کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت شکر کرنے والی بچی تھی۔اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور جس طرح اس بچی نے اپنے خدا سے امید رکھی تھی اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اپنے پیار کا اس سے سلوک فرمائے اور اپنے پیار کی آغوش میں لے لے اس کے درجات بلند فرماتا رہے اور اس کی بچیوں کو بھی ہمیشہ اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے اور تمام وہ دعائیں جو اس نے اپنی بچیوں کے لئے کی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔اس کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر کامل شرح صدر سے راضی ہوں اور اس کی بچیوں کی مثالی رنگ میں پرورش کرنے والے ہوں اور ان کی مدد کرنیوالے ہوں۔ان کے خاوند کو بھی بچیوں کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دینے والا بنائے۔اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا رہے۔

☆......☆

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 21st- June - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB